خلع ،فقہاء کی آراءاور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تحقیقی جائزہ

RESEARCH ANALYSIS OF JURISTS' OPINIONS AND RECOMMENDATIONS OF THE ISLAMIC IDEALOGICAL COUNCIL ABOUT KHUL'

Intekhab Ahmad
PhD Scholar, University of Management and Technology, Lahore:muftiintekhabahmad@gmail.com
Muhammad Tahir Mustafa
Associate Prof. University of Management and Technology, Lahore:tahir.mustafa@umt.edu.pk

Abstract:

Khul' is a procedure through which a woman can divorce her husband in Islam, by returning the dower (*Mahr*) or something else that she received from her husband, as agreed by the spouses or *Qadi's* (court) decree. In present Pakistani scenario, the trend of *Khul'* is increasing every day. The purpose of this article is to make recommendations to reduce or control this trend and save family life. For this purpose, the opinions of *Ḥanafī*, *Malikī*, *Shafi'ī*, and *Ḥanbalī* School of thoughts and the recommendations of Islamic Ideological Council, Pakistan have been analyzed. According to *Ḥanafī*, *Malikī*, *Shafi'ī*, and *Ḥanbalī* Schaool of thoughts Khul' establishes with the consent of husband and wife. Wife can file a suite for *Faskh-e-Nikkaḥ*, afterwards, the court should issue a degree of *Faskh-e-Nikkaḥ* considering all important judicial measures that will be in line with law and *Sharia*. There should be legislation in Pakistan's family law that court may issue arrest warrant to confirm the presaence of husband in court. The study shows that present method of *Khul'* is not accurate and the courts should differentiate between *Khul'* and *Faskh-e-Nikkaḥ*.

Keywords: *Khula*, *Faskh-e-Nikkaḥ*, Islamic Jurists, Islamic Ideological Council.

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور انہی میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کو منتخب کیا جو انہی کی رہنمائی کیلئے مختلف ادوار میں مبعوث کئے گئے۔ اسلام نے مرد و عورت کے درمیان قائم تمام رشتوں کو نہ صرف غیر معمولی اہمیت دی ہے بلکہ ان میں مضبوطی واستحکام اور احترام پیدا کرنے کی غرض سے ہر طرح ہدایت بھی بہم پہنچائی۔ اللہ رب العزت نے اسلام کو ایسا دینِ کامل بنایا ہے کہ جس میں عبادات اور معاملات کا جامع نچوڑ بیان کیا گیا

ہے۔ اسلام نے جہاں انسان کو ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا وہیں انسان کی نفسانی خواہشات کا بھی خیال رکھا اور نکاح جیسی عظیم سنّت کو متعارف کرایا ور اس کو نصفِ ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔ نکاح سے ایک حسین ازدواجی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آنے کا موقع میسر آتا ہے۔ لیکن اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے راضی نہیں اور ان کو اس بات کا علم ہے کہ اب مزید ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکتے اور ''حدود اللہ'' کو قائم رکھنا مشکل نظر آرہا ہے تو مرد کو طلاق دینے کا حکم اور اختیار دیا اور عورت کو مطالبۂ طلاق (خلع) لینے کا اختیار دیا۔

اسلام نے جہاں مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا وہی عورت کو مطالبۂ طلاق (خلع) کا اختیار دیا یہ اسلام کی عظمت ہے، کہ بشری کمزوریوں کی وجہ سے بعض اوقات زوجین کیلئے حدودِ شرع کے اندر رہتے ہوئے ازدواجی زندگی کو قائم رکھنا عملاً ممکن یا مشکل تر ہو جاتا ہے ایسے میں اگر اس بندھن سے خلاصی کی کوئی صورت نہ ہوتی تو بہت لوگوں کی زندگی عذاب بن جاتی، اس لئے شریعتِ مطہرہ نے انتہائی ناپسندیدہ قرار دیئے جانے کے باوجود طلاق یعنی ازدواجی رشتے کو خوشگوار انداز میں ختم کرنے کا ایک راستہ رکھا ہے۔

لیکن آج ہم جب طلاق اور خلع کے اعداد و شمار کو جمع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شرح میں بڑی تیزی سے اِضافہ ہو رہا ہے۔ ایک شماریاتی تجزیئے کے مطابق دارالافتاء میں آنے والے سوالات یا مسائل میں سے تقریباً نوے فیصد کا تعلق طلاق وخلع اور گھریلو ناچاقیوں سے ہے۔ اگر بروقت اور مؤثر روک تھام کی کوشش نہ کی گئی تو پھر بلا مبالغہ معاشرتی اور سماجی اعتبار سے بہت مسائل پیدا ہوں گے۔ کیونکہ یہ صرف مرد و زن کے درمیان جدائی نہیں ہوتی بلکہ دو خاندان آپس میں دست و گریبان ہو جاتے ہیں، خونی رشتوں میں دڑاڑیں پڑ جاتی ہیں اور سب سے زیادہ نقصان بچوں کا ہوتا ہے۔ طلاق کے بعد عورت اگر دوسرا نکاح کرلے تو بچوں پر پوری توجہ نہیں دے پاتی اور بچے ذہنی کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں اور ساری عمر حقیقی شفقت پدری سے محروم زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس کا مظہر ہم روز ہونے والے واقعات میں دیکھ سکتے ہیں۔

خلع کی بڑھتی ہوئی شرح اور اس کے پیچیدہ مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل مختلف سفارشات دے چکی ہے جو کے وقت کا اہم تقاضہ ہیں ان سفارشات کا مقصد خلع کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنا اور اس کے پیچیدہ مسائل کو حل کرنا ہے کیونکہ خلع کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے معاشرے کو تباہی کی طرف دھکیلنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اپنی تہذیب وتمدن سے دور ہوتے جارہے ہیں اور جس طرح کنواری لڑکیوں کی

خاصی تعداد ہے اسی طرح مطلقہ خواتین کا بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں شریعت نے طلاق اور خلع دینے کا حکم دیا وہیں اس کا طریقہ بھی بتایا۔ جبکہ یہاں ہر چھوٹی چھوٹی بات پر طلاق وہ بھی تین طلاقیں ایک ساتھ دینے کا رواج عام ہو گیا اور عورت بھی نامناسب حالات میں خلع کیلئے عدالت کی دہلیز پر پہنچ جاتی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا آئینی ادارہ ہے۔ 1973ء کے دستور میں جب شق 227 شامل کی گئی کہ پاکستان میں کوئی بھی قانون کتاب وسنت کے مخالف نہیں بنایا جائے گا تو عملًا اس کا باقاعدہ نظام وضع کرنے کی غرض سے اسی دستور میں دفعہ نمبر 228، 229 اور 230 میں 'اسلامی نظریاتی کونسل' کے نام سے 20 افراد پر مشتمل ایک آئینی ادارہ بھی تشکیل دیا گیا جس کا مقصد صدر، گورنر یا اسمبلی کی اکثریت کی طرف سے بھیجے جانے والے معاملے کی اسلامی حیثیت کا جائزہ لے کر 15 دن کے اندر اُنہیں اپنی رپورٹ پیش کرنا تھا۔ شق نمبر 228 میں یہ قرار دیا گیا کہ اس کے اراکین میں جہاں تمام فقہی مکاتبِ فکر کی مساوی نمائندگی ضروری ہوگی، وہاں اس کے کم از کم چار ارکان ایسے ہوں گے جنہوں نے اسلامی تعلیم وتحقیق میں کم وبیش 15 برس صرف کئے ہوں اور اُنہیں عوامِ پاکستان کا اعتماد حاصل ہو۔

اپنے یومِ وجود سے لے کر آج تک کونسل نے متعدد اہم مسائل پر حکومتِ پاکستان کو شرعی رہنمائی اور تجاویز مہیا کی ہیں۔ کونسل کا ماضی اس حوالے سے بڑا تابناک رہا ہے کہ یہاں سے بالعموم کتاب وسنت کی ترجمانی اور قوم کو قیمتی سفارشات میسر آتی رہی ہیں اور عام مسلمانوں سے لے کر اہل علم ودین حضرات میں اس کی رائے کو قدر ووقعت سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ اس مقالہ میں خلع کے متعلق فقہاء کی آراء اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ ان سفارشات کو مزید قابل عمل وقانون بنایا جاسکے۔ اور اس رجحان کو ختم نہیں تو کم ضرور کرنے کی کوشش کی جاسکے۔

"لغوی اعتبار سے خلع اتارنے اور ازالہ کرنے کو کہتے ہیں اور عرف میں خلع زوجیت ختم کرنے کو کہتے ہیں۔"[1] البتہ اصطلاحی اعتبار سے فقہاء کرام نے اس کی الگ الگ تعریفیں کی ہیں: احناف خلع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین، ردالمحتار علی الدر المختار، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، پاکستان 1399ھ۔ 766/2
Ibn Abidīn Shāmī, Muḥammad bin Muḥammad Amīn. *Radd al-Muḥtār 'ala al-Durr al-Mukhtār*. Quetta: Maktaba Majdia. 1399AH. 766/2.

﴿ وَفِي الشَّرْعِ: أَخْذُهُ الْمَالِ بِإِزَاءِ مِلْكِ النِّكَاحِ﴾ [2] ترجمہ: شرع میں خلع ملک نکاح کو ختم کرنے کے بدلے میں خاوند کا مال حاصل کرنا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک خلع کی تعریف یوں ہے: ﴿أَن تبذل الْمَرْأَة أَو غَيرهَا للرجل مَالا على أَن يطلقهَا أَو تسْقط عَنهُ حَقًا لَهَا عَلَيْهِ﴾ [3] ترجمہ: عورت یا اس کے غیر کا مرد کو مال دینا اس بنا پر کہ وہ اس عورت کو طلاق دے دے یا اپنے سے اس کا حق جو اس مرد پر ہے ساقط کر دے۔ شوافع خلع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "خلع کا لفظ طلاق یا لفظ خلع کے ساتھ عوض کے بدلے زوجین میں تفریق ہونا جیسے مرد کا بیوی کو کہنا میں نے تجھے طلاق دی یا تجھ سے خلع کیا اتنے مال پر اور عورت قبول کر لے۔" [4]

خلع کی مشروعیت:

اخلاقی اور معاشی حقوق کی پامالی یا جنسی جذبات وخواہشات کی تکمیل میں شوہر کی طرف سے رکاوٹیں آ رہی ہوں اور عورت ناقابل تحمل مشقتوں کی شکار ہو گئی ہو تو آخری چارہ کار کے طور پر عورت اپنے شوہر سے اپنا مہر دین معاف کر کے یا کچھ لے دے کے شوہر سے چھٹکارا حاصل کر سکتی یعنی خلع لے سکتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ شوہر بھی اس پہ راضی ہو۔ کیونکہ خلع دیگر عقود کی طرح ایک عقد و معاملہ ہے جس میں فریقین کی رضامندی سے یہ معاملہ منعقد ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ [5] "تو کچھ گناہ نہیں

---

2 ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی، فتح القدیر، دار الفکر، بیروت، لبنان، 210/4
Ibn Hammām, Kamal ul-Din Muḥammad bin Abdul Wahid al-Siwāsī, *Fatḥ al-Qadīr*. Beruite: Dar ul-Fikr. 681AH. 210/4.

3 ابن جوزی، محمد بن احمد، القوانین الفقهیة، دار الفکر، بیروت، لبنان، ج 1، ص 154
Ibn al-Jawzī, Muḥammad bin Aḥmad bin Jawzī *Al-Qawanīn al-Fiqhiyyah.* Beruite: Dar ul-Fikr. 154/1.

4 شربینی، محمد خطیب، مغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ شرح المنہاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1402ھ/1982ء، 262/3
Sharbīnī, Muḥammad Khatīb. *Mughnī* al-*muḥtāj* ila *ma'rifat* al-*ma'anī alfāz* Sharḥ al-*Minhaj*. Beruite: Dar e-Iḥya ul-Turath ul-Arabi. 1402AH/1982AH. 262/3.

5 البقرة، 229:2
Qur'an 2:229

دونوں پر اس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جائے۔"

ہاں اتنا ضرور ہے کہ طلاق ہی کی طرح محض لذت اندوزی کے طور پہ خلع کا مطالبہ کرنا بھی ناجائز اور قبیح عمل ہے۔اور ایسا کرنے والی خاتون اللہ کی نظر میں ملعونہ ہے اور جنت کی خوشبو سونگھنے تک سے محروم رہے گی۔

﴿وَرُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ﴾ [6]

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے خلع حاصل کرے وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گی۔"

﴿عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اقْبَلْ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً﴾ [7]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ ثابت بن قیس کی زوجہ نے نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ یارسول اللہ! ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی نسبت مجھے کچھ کلام نہیں (یعنی اُن کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور دیندار بھی ہیں) مگر اسلام میں کفران نعمت کو میں پسند نہیں کرتی (یعنی بوجہ خوبصورت نہ ہونے کے میری طبیعت ان کی طرف مائل نہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشار فرمایا: کیا اُس کا باغ (جو مہر میں تجھ کو دیا ہے) تو

---

6 ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، الجامع الصحیح، تحقیق: احمد محمد شاکر، مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1395ھ، ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المختلعات، رقم الحدیث: 1186

At-*Tirmidhī*, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā; Al-Jami 'al- Ṣaḥiḥ, research: Ahmad Muḥammad Shakir, Mustafa al-Bābi al-Halabi, Egypt,1395 AH, Abwab-ul-Ṭalāq wal lean,Bāb maja'a fil mukhtaleat, Ḥadīth 1186.

7 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ،دار المعرفہ بیروت، لبنان 1431ھ، کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیہ، رقم الحدیث : 5273

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismaʿil. Al-Jami 'al-Ṣahih. Beruite: Dar ul-Ma'rifah Beirut, Lebanon 1431 AH, Kitāb-ul-Ṭalāq, Bāb-ul-Khula w kaif ul Ṭalāq fihe, Ḥadīth 5273.

واپس کردیگی؟ عرض کی، ہاں۔ آپ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا: باغ لے لو اور طلاق دیدو۔

خلع کا طریقہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیوی خلع کے بدلے مہر معاف کردے یا کوئی اور چیز بدلِ خلع کے طور پر دیدے اور شوہر اس کے بدلے خلع یا طلاق وغیرہ کے ذریعہ بیوی کو اپنی زوجیت سے نکال دے، خلع تراضی طرفین (باہمی رضامندی) سے ہوتا ہے، بغیر تراضی طرفین کے خلع درست نہیں۔

فقہاء احناف کا موقف:

علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں یہ مؤقف رکھتے ہیں کہ

ترجمہ: "اور جب میاں بیوی باہم جھگڑا کریں اور دونوں کو یہ ڈر ہو کہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو کوئی اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت اس کو اپنی جان کا فدیہ دے دے ایسے مال کے ساتھ جس کے ذریعہ شوہر اس کو خلع دے۔ دلیل قول باری تعالیٰ ہے: فلاجناح علیھما فیماافتدت بہ یعنی ان دونوں پر کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت اس کو فدیہ دیدے۔ توجب شوہر اور بیوی نے ایسا کر لیا تو خلع کی وجہ سے ایک طلاق بائق واقع ہو گئی اور عورت پر مال لازم ہو گا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: خلع دینا ایک طلاق بائنہ ہے اور اس لیے بھی کہ خلع دینا طلاق کا احتمال رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ کنایہ کی طلاقوں میں سے ہو گیا اور کنایات طلاق سے جو طلاق واقع ہوتی ہے وہ بائنہ ہوتی ہے مگر یہاں مال کے ذکر نے نیت سے بے نیاز کر دیا اور اس لیے کہ عورت مال کی ذمہ داری قبول نہیں کرتی مگر اس لیے کہ اس کی جان اس کے قبضہ میں ہو جائے اور یہ بائنہ ہونے سے ہو گا۔ اور اگر زیادتی شوہر کی طرف سے ہو تو شوہر کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ بیوی سے عوض لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: " اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بدلنا چاہو"، یہاں تک کہ فرمایا: "تو اس میں سے کچھ مت لو" اور اس لیے کہ شوہر نے بیوی بدلنے کے ساتھ اس کو وحشت میں ڈال دیا تو مال لے کر اس کی وحشت میں اضافہ نہ کرے۔ اور اگر زیادتی عورت کی جانب سے ہو تو ہم شوہر کے لیے یہ ناپسند کرتے ہیں کہ بیوی سے اس سے زیادہ لے جو اس کو دے چکا ہے۔"[8]

---

[8] مرغینانی، علی بن ابو بکر ، الھدایۃ شرح البدایۃ، بیروت، لبنان ، المکتبۃ الاسلامیہ۔ کتاب الطلاق، باب الخلع، 261/2

یعنی اگر شوہر کی طرف سے زیادتی اور ناگواری کا اظہار ہو تو شوہر کے لیے بدل خلع کے طور پر عورت سے مہر سے کچھ لینا ناپسندیدہ ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلاَ تَأْخُذُواْ مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً﴾ [9]

ترجمہ: ''اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو، کیا تم ناحق الزام اور صریح گناہ کے ذریعے وہ مال (واپس) لینا چاہتے ہو۔''

دوسری دلیل یہ ہے کہ اس شخص نے سابقہ بیوی کی جگہ دوسری بیوی کو لا کر اس کو وحشت میں ڈال دیا ہے اس لیے اب اس سے مال لے کر مزید وحشت میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر عورت کی جانب سے زیادتی اور شرارت ہو تو مقدار مہر تک لینا شوہر کے لیے جائز ہے مگر مہر کی مقدار سے زیادہ وصول کرنا مکروہ ہے۔

خلع کی حیثیت طلاق بائن کی ہے، لہذا خلع لینے سے بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے:

﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْخُلْعَ تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً﴾ [10]

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خلع کو ایک طلاق بائن قرار دیا۔''

فقہاء مالکیہ کا موقف:

علامہ ابو الولید باجی مالکی رحمۃ اللہ علیہ موطاء امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

﴿وتجبر على الرجوع اليه ان لم يرد فراقها بخلع أوغيره﴾ [11]

Marghenanī, Ali bin Abu Bakr, Al-Hidaya Sharḥ-ul-Bada'iyah, Beirut, Lebanon, Kitāb-ul-Ṭalāq,Bāb ul Khula, 261/2

9 النساء 20:4

Al-Nisa 4:20

10 علی بن عمر بن احمد، دار قطنی، دار طیبہ، ریاض، 1405ھ/1985ء، کتاب الطلاق والخلع، رقم الحدیث 4025

Ali ibn Umar bin Ahmad, Dār-Qutanī, Dār al-Ṭaiba, Riyadh, 1405 AH / 1985, Kitāb-ul-Ṭalāq wal Khula, Ḥadīth No. 4025

ترجمہ: ''عورت کو شوہر کے پاس جانے پر مجبور کیا جائے گا اگر شوہر خلع وغیرہ کے ذریعہ علیحدگی نہ چاہتا ہو۔''

اور علامہ ابن رُشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

﴿واما ما يرجع الى الحال التى يجوزفيها الخلع من التى لا يجوز فان الجمهور علىٰ أن الخلع جائزمع التراضى اذا لم يكن سبب رضاهما بما تعطيه اضراره بها﴾ [12]

ترجمہ: ''رہی یہ بات کہ خلع کون سی حالت میں جائز ہوتا ہے اور کون سی حالت میں ناجائز، تو جمہور فقہاء کا اتفاق ہے کہ خلع باہمی رضامندی کے ساتھ جائز ہے، بشرطیکہ عورت کے مال کی ادائیگی پر راضی ہونے کا سبب مرد کی طرف سے اسے تنگ کرنا نہ ہو۔''

فقہاء شوافع کا موقف:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

﴿لأن الخلع طلاق فلا يكون لأ حدأن يطلق عن احدأب ولا سيد ولا ولى ولا سلطان﴾ [13]

ترجمہ: ''اس لئے کہ خلع طلاق کے حکم میں ہے، لہذا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے کی طرف سے طلاق دے، نہ باپ کو یہ حق ہے، نہ آقا کو، نہ سرپرست کو اور نہ حاکم کو۔''

اور علامہ ابو اسحٰق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

---

11 ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی (م474ھ)، المنتقیٰ شرح الموطا، مطبعۃ السعادۃ، بیروت 1332ھ، 7/ 61
Abu Al-Waleed Sulaiman bin Khalaf Al-Bāji (d.474 AH), Al-Muntaqa Sharh ul-Mawta,Matbat-ul-Sa'adah, Beirut, 1332 AH, 61/7

12 ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبیؒ (م595ھ)، بدایۃ المجتہد، دار الفکر، بیروت، لبنان، 2/ 68
Ibn e Rushd, Abu al-Waleed Muḥammad bin Ahmad bin Muḥammad bin Rushd al-Qurtubi (d. 595 AH), Bidayat ul-Mujtahid ,Dar al-Fikr, Beirut, Lebanon,68/2

13 شافعی، محمد بن ادریس الشافعی (150ھ-204ھ)۔ الام، بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، 1393ھ، 5/ 200
Shafi'i, Muḥammad bin Idris (150 AH-204 AH). Al-Umm, Dār al-Ma'rifah, Beirut, Lebanon, 1393 AH,200/5

﴿لان رفع عقد بالتراضی جعل لدفع الضرر فجاز من غیر ضرر کالا قالة فی البیع﴾ [14]

ترجمہ: "اس لئے کہ یہ (خلع) باہمی رضامندی سے عقدِ نکاح کو ختم کرنے کا نام ہے جو ضرر دور کرنے کے لئے مشروع ہوا ہے، لہذا جہاں کسی فریق کو ضرر نہ ہو وہاں (بدرجہ اولیٰ) جائز ہے، جیسے کہ بیع میں اقالہ (واپسی)۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی خلع کو فسخ نکاح مانتے ہیں، طلاق نہیں کہتے، لیکن یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول ہے اور آخری قول یہی ہے کہ خلع طلاق ہے۔[15] اور جہاں تک فریقین کی رضامندی کا سوال ہے اس کو وہ بھی دوسرے تمام فقہاء کی طرح خلع کے لئے لازمی شرط قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ کتاب الام کے باب الخلع والنشوز میں پوری صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں:

﴿وان قال لا افارقها ولا أعدل لها أجبر علی القسم لها ولا یجبر علی فراقها﴾ [16]

ترجمہ: "اور اگر شوہر کہے کہ نہ میں بیوی کو علیحدہ کروں گا اور نہ اس کے ساتھ انصاف کروں گا تو اسے انصاف پر مجبور کیا جائے گا لیکن علیحدگی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔"

اور ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ولیس له أن یأ مرهما یفرقان ان رأیا الا بأمر الزوج ولا یعطیا من مال المرأة الا باذنها﴾ [17] "اور حاکم کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ حکمین کو شوہر کے حکم کے بغیر

---

[14] علامہ ابو اسحاق شیرازی، (م 455ھ)، المہذب، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، 1393ھ، 2/ 71
Allama Abu Ishaq Shirazi, (d.455 AH), Al-Mahzab, 71/2

[15] ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی (م 595ھ)، بدایۃ المجتہد، 2/ 69
Ibn e Rushd, Abu al-Waleed Muḥammad bin Ahmad bin Muḥammad bin Rushd al-Qurtabi (d. 595 AH), Bidayat ul-Mujtahid,69/2

16 شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، 5/ 189
Shafi'i, Muḥammad bin Idris, Kitāb al-Umm,189/5

[17] ایضاً، 5/ 194

Ibid Vol. 5, P. 194

تفریق کرنے کا حکم دے اور یہ بھی اختیار نہیں کہ عورت کا مال اس کی اجازت کے بغیر شوہر کو دے۔"

فقہاء حنابلہ کا موقف:

علامہ ابن قدامہار حمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

خلع کے لیے حاکم کی ضرورت نہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح کی ہے، چنانچہ کہا ہے کہ خلع بغیر سلطان کے جائز ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مذہب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقل کیا ہے، اور امام شریح رحمۃ اللہ علیہ، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور اہل رائے کا بھی یہی قول ہے۔ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ خلع صرف حاکم کے پاس ہو سکتا ہے۔ اور ہماری دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے، نیز یہ کہ خلع ایک عقدِ معاوضہ ہے لہذا اس میں سلطان کی ضرورت نہیں، جیسے بیع اور نکاح۔ علاوہ ازیں خلع باہمی رضامندی سے عقدِ نکاح کو ختم کرنے کا نام ہے، لہذا وہ اقالہ کے مشابہ ہے۔[18]

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا عبارت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا صاف مذہب یہ نقل کیا ہے کہ خلع باہمی رضامندی سے ہوتا ہے اور اقالہ کی مثال دے کر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ جس طرح اقالہ (فسخ بیع) فریقین کے حق میں فسخ معاملہ ہوتا ہے لیکن اس میں باہمی رضامندی ضروری ہے اور کوئی فریق دوسرے کو اس پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خلع بھی فسخ نکاح ہے لیکن اس میں بھی باہمی رضامندی ضروری ہے اور کوئی فریق دوسرے کو اس پر مجبور نہیں کر سکتا۔

خلع کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات:

درج بالا موضوع پر سفارش کونسل نے ۲۰۰۶ء تا ۲۰۰۷ء تک رائج الوقت قوانین پر نظر ثانی کرتے ہوئے مجوزہ اور مروجہ نکاح کے کالموں کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے فیصلہ دیا کہ نکاح نامہ کے کالم نمبر ۸ اطلاق تفویض کی جگہ پورے نکاح نامے کے اوپر یا نیچے یہ عبارت لکھ دی جائے:

---

18 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد بن قدامہ، الکافی فی فقہ ابن حنبل، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، 8/ 52
Ibn e Qudāmah, Abu Muḥammad 'Abdullah bin Ahmad bin Qudāmah, Al-Kāfi fi Fiqh Ibn e Hanbal, Al-Maktab ul Islami, Beirut, Lebanon,52/8

"یہ نکاح اس شرط کے ساتھ منعقد ہوا ہے کہ بیوی اگر تحریری طور پر طلاق کا مطالبہ کرے گی تو شوہر نوے دن کے اندر اسے طلاق دینے کا پابند ہوگا، وہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو یہ مدت گزر جانے کے بعد اس کی طرف سے بیوی پر آپ سے آپ طلاق واقع ہو جائے گی الا یہ کہ بیوی اپنا مطالبہ واپس لے لے، اس طلاق کے بعد شوہر کے لیے رجوع کا حق نہیں ہوگا اور بیوی پابند ہوگی کہ مہر اور نان و نفقہ کے علاوہ اگر کوئی اموات و املاک شوہر نے اسے دے رکھے ہیں اور طلاق کے موقع پر وہ انہیں واپس لینا چاہتا ہے تو فیصلہ نزاع کے لیے عدالت سے رجوع کرے یا اس کا مال اسے واپس کردے۔"[19]

کونسل نے اپنے ۱۷۱ویں اجلاس مورخہ ۱۵-۴ انومبر ۲۰۰۸ کو لاء کمیٹی کے اس فیصلے پر غور و خوض کیا۔ چیئرمین ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے رائے دی کہ اگر آپ لاء کمیٹی کے فیصلے کو قانون بنانا چاہتے ہیں تو اسے الگ کردیں، نکاح کا حصہ نہ بنائیں یعنی عورت کو طلاق کا حق ہوگا، اگر اسے نکاح نامے میں رکھتے ہیں تو یہ اختیاری ہوگا جسے کاٹا بھی جا سکتا ہے۔[20]

رکن جاوید احمد غامدی نے رائے دی کہ اصل میں بات یہی ہوئی تھی کہ اسے قانون کا حصہ بنایا جائے لیکن پھر سوچا گیا کہ یہ ہمارے علماء کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا لہٰذا اسے فقہی دائرے میں رکھ کر نکاح نامے کی ایک شق بنایا جائے، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ لڑکی والوں کو کچھ نہیں کرنا، لڑکے والے یہ مسئلہ اٹھائیں گے کہ ہمیں یہ شرط قبول نہیں ہے اس سے نفسیاتی اثر پڑے گا۔ چیئرمین کونسل نے رائے دی کہ اسے قانون کے طور پر الگ سے پیش کریں۔[21]

کونسل نے عبارت میں معمولی ترمیم کے ساتھ اصولی طور پر اس فیصلے کو منظور کیا اور طے کیا کہ اس فیصلے کو

---

19 سیکرٹری، سالانہ رپورٹ ۰۹-۲۰۰۸، اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان اسلام آباد، طابع: پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس، اسلام آباد، 1432ھ/2011ء، ص:31
Secretary, Annual Report 2008-09, Islamic Ideological Council, Govt of Pakistan, Printing Corporation of Pakistan Press, Islamabad, 1432 AH / 2011, p:31

20 سیکرٹری، سالانہ رپورٹ ۰۹-۲۰۰۸، اسلامی نظریاتی کونسل، ص:31
Secretary, Annual Report 2008-09, Islamic Ideological Council, p:31

21 ایضاً

قانون بنایا جائے۔([22])

اراکین کی آراء:

مذکورہ فیصلہ کے حوالے سے اراکین کی تحریری آراء درج ذیل ہیں:

چیئرمین ڈاکٹر خالد مسعود نے تحریری رائے دی کہ نکاح کے معاہدے سے اگر شوہر کو ازدواجی تعلقات کا حق حاصل ہوتا ہے تو یہ حق بیوی کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس حق کو صرف شوہر کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا اور اگر اس حق کی بنا پر شوہر کو طلاق کا حق ہے تو بیوی کو کیوں نہیں، بیوی کے حقِ طلاق سے انکار قرآن و سنت کے کسی واضح حکم پر نہیں بلکہ معاشرتی رواج پر مبنی ہے۔ فقہاءِ کرام نے بھی قرآنی آیات اور سنت مطہرہ کی تعبیر اور تشریح اپنے وقت کے عرف کے لحاظ سے کی ہے، فقہاء نے یہ اصول بھی بیان کیا ہے کہ اگر عرف اور رواج بدل جائے تو حکم میں تبدیلی ضروری ہے۔([23])

رکن ڈاکٹر منظور احمد نے تحریری رائے دی کہ طلاق ایک قسم کا فسخ نکاح ہی ہے جس میں عورت مرد کی طرح یہ حق استعمال کرنا چاہتی ہے کہ اگر کسی وجہ سے وہ اپنے شوہر کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتی تو اس سے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اس قسم کا پہلا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا، وہ ثابت بن قیس کی بیوی کا ہے جس نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ اپنے شوہر کے عقیدے یا مزاج کی وجہ سے ناراض نہیں ہے پھر بھی وہ اس سے علیحدگی چاہتی ہے۔([24])

اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا قرین قیاس ہوگا کہ عورت کسی بھی ذاتی وجہ سے طلاق یا علیحدہ ہونے کا مطالبہ

---

22 ایضاً

23 سیکرٹری، مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961، نظرثانی اور سفارشات، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد، طابع: سگما پریس، اردو بازار راولپنڈی 2009ء، ص: 83

Secretary, Muslim Aili Qwanin Ordinance 1961, review and recomendations, Islamic Ideological Council, Islamabad, Sigma Press, Urdu Bazar, Rawalpindi, 2009, p: 83

24 بخاری، صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع، رقم الحدیث: 5273

Bukhari, Ṣahih Bukhari, Kitāb-ul-Ṭalāq, Bāb ul Khula,Ḥadīth No:5273

کر سکتی ہے اور یہ مطالبہ اتناہی قانونی وزن رکھ سکتا ہے جتنامرد کو طلاق کی صورت میں حاصل ہے۔([25])

رکن جاوید احمد غامدی نے تحریری رائے دی کہ نکاح ایک معاہدہ ہے جس سے خاندان کاادارہ وجود میں آتا ہے، مرد کوادارے کاسربراہ تسلیم کیا گیاہے اور اس سے جس طرح ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے کہ عورت اور اس کے بچوں کی تمام معاشی ضرورتیں وہ پوری کرے گااسی طرح عورت پابند ہو جاتی ہے کہ اگر خدانخواستہ نباہ نہ ہو سکے تو علیحدگی کا کوئی اقدام وہ مرد سے معاملہ کیے بغیر نہ کرے۔ چنانچہ طلاق کی نوبت آجائے وہ طلاق دے گی نہیں، بلکہ طلاق کا مطالبہ کرے گی۔ عام حالات میں توقع یہی ہے کہ ہر شریف النفس نباہ کی کوئی صورت نہ پاکر یہ مطالبہ مان لے گالیکن اگر ایسانہ ہو تو پھر عورت کیا کرے؟ اس سوال کا کوئی جواب شریعت نے نہیں دیا بلکہ اسے اجتہاد کے لیے چھوڑ دیا ہے، زمانہ رسالت ﷺ سے لے کر اب تک جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ یہ ہے کہ عورت اس طرح کی صورت حال میں عدالت سے رجوع کرتی ہے، اس زمانے میں یہ بہت کچھ زحمت ہو جاتا ہے، اس کا ایک حل یہ سوچا گیا کہ مرد سے منوالیا جائے کہ اس نے یہ حق عورت کو تفویض کر دیا ہے، ہمارے معاشرے میں اس طرح کا تقاضا خاص کر نکاح کے موقع پر آسان نہیں ہوتا اسی لیے ہمارا خیال ہے کہ ریاست کی سطح پر یہ قانون بنادینا چاہیے کہ مطالبہ طلاق کے بعد اگر شوہر نوے دن کے اندر طلاق نہیں دیتا تو نکاح آپ سے آپ فسخ ہو جائے گا اور اموال واملاک سے متعلق کوئی نزاع ہے تو فریقین عدالت سے رجوع کریں گے۔([26])

کونسل کی سفارش:

مذکورہ بالا دلائل اور بحث کی روشنی میں کونسل نے قرار دیا:

"یہ قانون بنادیا جائے کہ بیوی اگر کبھی تحریری طور پر طلاق کا مطالبہ کرے گی تو شوہر نوے دن کے اندر اسے طلاق دینے کا پابند ہو گا، اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو یہ مدت گزر جانے کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی الا یہ کہ بیوی اپنا مطالبہ واپس لے لے، اس کے بعد شوہر کے لیے رجوع کا حق نہیں ہو گا اور بیوی پابند ہو گی کہ مہر اور نان ونفقہ کے

---

25 سیکرٹری، مسلم عائلی قوانین آرڈیننس,1961 نظر ثانی اور سفارشات، ص83

Secretary, Muslim Aili Qwanin Ordinance 1961, p 83

26 سیکرٹری، مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961، نظر ثانی اور سفارشات، ص83

Secretary, Muslim Aili Qwanin Ordinance 1961, Nazr e sani Safarshat,p83

علاوہ اگر کوئی اموال واملاک شوہر نے اسے دے رکھے ہیں اور اس موقع پر وہ انہیں واپس لینا چاہتا ہے تو فعل نزاع کے لیے عدالت سے رجوع کرے یا اس کا مال اسے واپس کر دے۔"([27])

کونسل میں دوبارہ غور وخوض

مذکورہ مسئلہ پر مولانا محمد خان شیرانی کے دور مسند نشینی میں دوبارہ غور وخوض کیا گیا اس کے پس منظر میں بات یہ تھی کہ رکن مولانا محمد صدیق ہزاروی اور مولانا فضل علی حقانی نے اپنے خطوط میں گزشتہ کونسل کی سفارشات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ان سفارشات کے مندرجات شریعت اسلامیہ سے مطابقت نہیں رکھتے جبکہ ان میں بعض نصوص قرآن سے متصادم ہیں۔([28]) کونسل نے مذکورہ سفارش پر درج ذیل ملاحظات پیش کیے ہیں۔

۱۔ تفریق بین الزوجین کے تمام شرعی طریقوں میں سے کسی طریقے کے مطابق نہیں۔

۲۔ شوہر کی مرضی اور اختیار کے بغیر طلاق واقع ہونے پر مشتمل ہے۔

۳۔ طلاق واقع کرنے اور نہ کرنے کا اختیار مکمل طور پر بیوی کو دیا گیا ہے جبکہ شرعاً طلاق واقع کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مکمل طور پر مرد کو حاصل ہے۔

۴۔ اس قسم کی طلاق میں شوہر کے لیے رجوع کا حق نہیں ہے۔

۵۔ مہر اور نان ونفقہ کی مد میں لیے گئے اموال بیوی شوہر کو واپس نہیں کرے گی۔([29])

اس پر کونسل کی مذکورہ سفارش پر غور کے لیے ارکان مفتی محمد ابراہیم قادری، مولانا محمد حنیف جالندھری اور جسٹس (ر) میاں نذیر اختر پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔([30])

---

27 سالانہ رپورٹ 09-2008ء، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان،، ص:170
Annual Report 2008-09, Islamic Idealogical Council, p: 170

28 سیکرٹری، سالانہ رپورٹ 12-2011ء، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد، طابع :786.com اسلام آباد 1435ھ/2014ء، ص:78
Secretary, Annual Report 2011-12, Islami Nazriati Council, Government of Pakistan, Islamabad, Print: 786.com Islamabad 1435 AH / 2014, p: 78

29 سالانہ رپورٹ 12-2011ء، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، ص:78
Annual Report 2011-12, Islamic Ideological Council, Govt of Pakistan, p. 78

30 ایضا

کمیٹی کا فیصلہ

کمیٹی نے سفارش کا تجزیہ کرتے ہوئے قرار دیا کہ یہ سفارش واضح طور پر قرآن وسنت کے احکام کے منافی اور شریعت اسلامیہ میں ایک نئی بات داخل کرکے بیوی کو حق طلاق دینے کے مترادف ہے۔ عہد نبوی ﷺ سے لے کر تاحال اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی لہٰذا اس سفارش کو مکمل طور پر حذف کر دیا جائے۔([31])

کونسل کا فیصلہ

کونسل نے ۱۸۷ویں اجلاس میں کمیٹی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے قرار دیا کہ یہ سفارش حذف کر دی جائے۔([32])

خلع اور فسخ نکاح میں فرق:

خلع شریعت میں یہ ہے کہ عورت سے مال لے کر لفظ خلع کے ذریعے نکاح کی ملکیت زائل کرنا۔اور تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ:

﴿افتدت المرأة بذلک المال للزوج وتخلعت به نفسها منه هذاماقالواویسمی هذاخلعا وهوطلاق بائن ولکن یشترط فیه ذکرلفظ الخلع بان یقول الزوج خالعتک علی الف درهم وقبلت اوالزوجة خالعنی علی کذاوقبل﴾[33]

ترجمہ: ”عورت مال شوہر کو بطور فدیہ دے اور اس مال کے ذریعے خاوند سے اپنے نفس کو خلاصی دلائے اور اسی کا نام خلع رکھا گیا ہے اور یہ طلاق بائن ہے لیکن اس میں لفظ خلع کو ذکر کرنے کی شرط لگائی گئی ہے (مثلاً) خاوند کہے: میں نے ایک ہزار درہم کے بدلے خلع کیا اور عورت کہے میں نے قبول کیا یا عورت کہے کہ تو اتنے (مال) کے عوض مجھ سے خلع کرلے اور وہ قبول کرلے۔“

---

31 ایضاً، ص:79

32 ایضاً، ص:91

Ibid P. 79

33 ملاجیون، تفسیرات احمدیہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ص125

Mulla Jeewan, Tafseerat-e-Ahmadiyya, Zia-ul-Quran Publications, Lahore, p.125

فسخ نکاح کی تعریف:

فسخ کا معنی ہے ختم کرنا اور فسخ نکاح کا مطلب ہے کہ عورت عذر شرعی کے ذریعے قاضی، حاکم وقت یا مفتی کے سامنے پیش ہو کر اپنے نکاح کو ختم کروالے۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں: ﴿وأما الفسخ: فهو نقض العقد من أصله أو منع استمراره﴾[34]

ترجمہ: ''فسخ نکاح کا مطلب یہ ہے کہ عقد نکاح کو اصل اور جڑ سے ختم کرنا یا اس کے دوام کو روکنا۔''

خلع اور فسخ نکاح سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الْخُلْعَ تَطْلِيقَةً بَائِنَةً﴾[35] ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا۔''

جب شوہر بیوی کے حقوق پورے کرنے سے قاصر ہو اور طلاق بھی نہ دے تو ایسی صورت میں عورت علیحدگی کے لئے عدالت سے رجوع کر سکتی ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ بیان کرتے ہیں:

﴿فَإِذَا امْتَنَعَ نَابَ الْقَاضِي مَنَابَهُ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَلَا بُدَّ مِنْ طَلَبِهَا لِأَنَّ التَّفْرِيقَ حَقُّهَا "وَتِلْكَ الْفُرْقَةُ تَطْلِيقَةٌ بَائِنَةٌ﴾[36]

ترجمہ: ''جب خاوند اس پر آمادہ نہ ہو قاضی خود اس (خاوند) کا قائم مقام ہو کر دونوں میں تفریق کر دے چونکہ یہ بیوی کا حق ھے، لہٰذا اس کا مطالبہ کرنا ضروری ہے "اور یہ تفریق و تنسیخ طلاق بائن ہو گی۔''

خلع اور فسخ نکاح کے درمیان فرق کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ خلع میاں بیوی خود اپنی رضامندی کے ساتھ کر سکتے ہیں لیکن فسخ نکاح قاضی، حاکم وقت یا مفتی شرع کر سکتے ہیں۔

---

34 وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، 479/9

Wahba Zuhaili, Al-fiqh-ul-islami w adilatehi, 9/479

35 دار قطنی، علی بن عمر بن احمد، السنن دار قطنی، دار المعرفہ، بیروت، 1422ھ، کتاب الطلاق والخلع، رقم: 4025

Dar-e-Qutani, Ali bin Umar bin Ahmad, Al-Sunan Dar-e-Qutani, Dar ul-Ma'rifah, Beirut, 1422 AH, Kitāb-ul-Ṭalāq wal Khula,Raqam:4025

36 مرغیناني، علی بن ابی بکر، الھدایہ، باب العنین، 2: 273

Marghinani, Ali bin Abi Bakr. *Al-Hidayat*. Bāb al-Annin. 273: 2.

۲۔ خلع کسی عوض کے بدلے میں ہوگا لیکن فسخ نکاح بغیر کسی عوض کے ہوگا۔

۳۔ خلع عورت کو کسی طبعی ناہمواری کی وجہ سے شوہر ناپسند ہو تو خلع کرواسکتی ہے لیکن فسخ نکاح نان ونفقہ نہ دینے، حقوق زوجیت ادا نہ کر سکنے اور مفقود الخبر ہونے کی صورت میں فسخ کرواسکتی ہے۔

۴۔ خلع میں لفظ خلع کا استعمال کرنا ضروری ہے لیکن فسخ نکاح میں اس طرح کا کوئی خاص لفظ استعمال کرنا ضروری نہیں ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ خلع و تنسیخ نکاح سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور فوراً نکاح ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا خلع و تنسیخ کے بعد بغیر تجدیدِ نکاح رجوع نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی جوڑا از سرِ نو بطورِ زن و شوہر تعلقات قائم کرنا چاہے تو باہمی رضامندی سے دوران عدت یا عدت کے بعد تجدید نکاح کر سکتے ہیں مگر یاد رہے کسی اور سے نکاح کرنے کے لئے عورت پر عدت گزارنا لازم ہوگی اور عدت کے بعد وہ جہاں چاہے دستور کے مطابق نکاح کر سکتی ہے۔

فسخ پر مرتب ہونے والے احکام:

۱۔ مدخول بہا عورت پر عدت واجب ہوگی اور غیر مدخول بہا پر عدت کا وجوب نہیں ہوگا۔

۲۔ بچے کی پرورش کا حق عورت کو حاصل ہوگا۔

۳۔ دوران عدت عورت نفقہ اور رہائش کی حقدار ہوگی۔

۴۔ فسخ سے طلاق بائن واقع ہوگی، از سر نو نکاح کے ذریعے مرد کو رجوع کا حق حاصل ہوگا۔

۵۔ دوران عدت زوجین میں سے کسی ایک کی وفات کی صورت میں دوسرا اس کا وارث شمار ہوگا۔[37]

۶۔ قبل از دخول فسخ نکاح کی صورت میں عورت کو مہر سے کچھ نہیں ملے گا۔ جیسا کہ ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں۔ ثم إن الفسخ قبل الدخول لا یوجب للمرأة شیئاً من المهر [38] مباشرت سے قبل فسخ مہر میں سے کچھ واجب نہیں کرتا۔

---

[37] خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ص176-175

Alvi, Khalid. *Islam ka Muasharti Nizam*. Lahore: Al-Faisal Nashiran wa Tajran Kutab.175-176.

[38] وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ:645/4

Wahbah, Mustafa al-Zuhayli. *Fiqh al-Islami wa*-Adilatuhu. 645/4.

خلع اور فسخ نکاح میں فرق کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات:

لاء جسٹس اینڈ ہیومن رائٹس ڈویژن کی طرف سے مراسلہ نمبر۶ (۵)/۲۰۰۷ء/ایس او آئی iii مورخہ ۲۶ جولائی ۲۰۰۷ء کونسل کو موصول ہوا جس میں محبوب احمد جاوید بنام حکومت پٹیشن کا حوالہ تھا، مراسلہ میں درج ذیل عنوان کے حوالے سے استفسار کیا گیا:

ترجمہ: ''خلع کے موجودہ قانون میں یکطرفہ حاکم/قاضی بلامرضی خاوند اس کی زوجہ کو اس بنیاد پر کہ ''زوجہ کو خاوند سے شدید نفرت ہے'' خلع دینا یا نکاح فسخ کرنا (یہ دعویٰ غیر اسلامی ہے، قرآن وسنت اور ائمہ اربعہ کے مسلک کے خلاف ہے۔)[39]

کونسل میں بحث

کونسل نے اس استفسار کو اپنی لاء کمیٹی کو ارسال کیا، کمیٹی نے غور وخوض کے بعد خلع سے متعلق مروجہ قانون کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دیا اور تجویز دی کہ کوئی عدالت اگر میاں بیوی میں علیحدگی کا فیصلہ دیتی ہے تو اسے خلع کے بجائے فسخ نکاح سے تعبیر کرنا چاہیے۔([40])

کونسل کا فیصلہ

کونسل نے اپنے ۱۲۸ ویں اجلاس میں لاء کمیٹی کی رائے سے اصولاً اتفاق کیا تاہم قرار دیا کہ کمیٹی کی رائے واضح نہیں ہے لہٰذا مزید وضاحت کے لیے اس کو دوبارہ لاء کمیٹی کے پاس بھیجا جائے ([41])اور کونسل نے درج ذیل فیصلہ دیا:

''خلع سے متعلق موجودہ قانون میں کوئی چیز قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہے تاہم عائلی قوانین میں سفارشات پیش کرتے وقت کمیٹی اسے بھی زیر غور لائے گی اور بہتری کے لیے اپنی تجاویز پیش کرے گی، اتنی بات البتہ واضح رہنی چاہیے کہ کوئی عدالت اگر میاں بیوی میں علیحدگی کا فیصلہ دیتی ہے تو اسے خلع کے بجائے فسخ نکاح سے

---

39 سیکرٹری، سالانہ رپورٹ 08-2007، اسلامی نظریاتی کونسل، ص:58

Secretary, *Annual Report 2007-08*, Islamic Idialigical Council, Govt of Pakistan. Islamabad: Printing Corporation of Pakistan Press. 1432 AH / 2011 AD. 58.

40 ایضاً، ص: 59-58

41 ایضاً، ص:59

تعبیر کرنا چاہیے۔"[42]

کونسل کے فیصلہ کے مطابق لاء کمیٹی نے اپنے اجلاس ۲۶ فروری ۲۰۰۸ء کو عائلی قوانین پر غور کرتے ہوئے خلع اور فسخ نکاح کے حوالے سے مزید وضاحت کے ساتھ درج ذیل رائے دی:

"عائلی قوانین میں خلع اور فسخ نکاح کا فرق واضح کردینا چاہیے جو یوں ہے: بیوی کے مطالبہ پر عدالت شوہر کو طلاق دینے کے لیے کہے اور وہ طلاق دے دے تو یہ "خلع" ہے لیکن شوہر طلاق نہ دے یا عدالت میں حاضر نہ ہو یا مفقود الخبر ہو جائے اور عدالت یکطرفہ کارروائی کے لیے نکاح ختم کردے تو یہ فسخ نکاح ہوگا۔"[43]

کونسل کا فیصلہ

کونسل نے اپنے 170 ویں اجلاس میں خلع اور فسخ نکاح سے متعلق لاء کمیٹی کی ڈرافٹ شدہ رائے کی اتفاق رائے سے منظوری دیتے ہوئے سفارش منظور کی۔[44]

عدالت کے ذریعہ یکطرفہ خلع کے حصول کا شرعی حکم:

شریعت نے بنیادی طور پر طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

﴿الطلاق بالرجال﴾[45] ترجمہ: "طلاق مردوں کا حق ہے۔"

چنانچہ اگر کوئی عورت کسی عذر شرعی کے بغیر عدالت میں جاکر تنسیخ نکاح کرانا چاہے اور قاضی اس کے حق میں فیصلہ کردے، تو شرعی اعتبار سے یہ فیصلہ معتبر نہیں ہوگا۔ مگر کسی معتبر دلیل یا عذر شرعی کی بناء پر قاضی تنسیخ نکاح کا فیصلہ کرے تو وہ شرعاً معتبر ہوگا۔ اور جن وجوہات کی بناء پر فیصلہ معتبر سمجھا جائے گا درج ذیل ہیں:

۱۔ خاوند عورت کے حقوق ادا نہ کرتا ہو، نفقہ نہ دیتا ہو۔ ۲۔ خاوند نامرد ہو۔

---

42 ایضاً، ص:86

43 سالانہ رپورٹ 2008-09، ص:17

Annual Report2008-09. 17.

44 ایضاً، ص:167

45 بیہقی، احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، مکتبہ دار الباز، مکہ مکرمہ، 1414ھ/1994ء، رقم 15176

Bayhaqi, Ahmad bin Husain bin Ali, As-Sunan al-Kubra, Makkah, Dar-ul-Baz, 1414 AH / 1994 AD, Hadith No. 15176.

۳۔ خاوند لاپتہ ہو۔ ۴۔ خاوند پاگل ہو۔

۵۔ خاوند کسی ایسی متعدی بیماری میں مبتلا ہو جس سے بیوی کو جان کا خطرہ لاحق ہو۔ وغیرہ

ان تمام صورتوں میں فسخ نکاح کے لیے اپنی اپنی شرائط ہیں، اگر ان شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے فسخ نکاح کا فیصلہ کر دیا جائے تو وہ شرعاً نافذ ہو گا ورنہ نہیں۔

آج کل فسخ نکاح کی شرائط کے حصول میں مشکلات کی بناء پر عدالت اپنی ڈگری میں خلع کا لفظ استعمال کرتی ہے۔ ان صورتوں میں بھی عدالت کا فیصلہ فسخ نکاح ہی شمار ہو گا بشرطیکہ شرعی اصولوں کی پابندی ملحوظ رکھی جائے۔ مثال کے طور پر بعض دفعہ خاوند کو اطلاع دیے بغیر عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے، یہ فیصلہ فقط اس صورت میں معتبر ہو گا جبکہ تمام شرعی شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے عدالت فیصلہ کرے، یعنی عورت کا دعوی دو گواہوں سے ثابت ہوا ہو اور خاوند کو موزوں اطلاع دینے کے باوجود وہ حاضر نہ ہوا ہو وغیرہ۔ جن صورتوں میں فسخ نکاح یا خلع کا فیصلہ غیر شرعی طور پر ثابت ہوا ہو، وہاں فیصلہ کالعدم سمجھا جائے گا اور عورت کے لیے دوسری شادی کرنا جائز نہ ہو گا۔ اور خلع اور تنسیخ نکاح سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الْخُلْعَ تَطْلِيقَةً بَائِنَةً﴾[46] "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا۔" صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

﴿فَإِذَا فَعَلَا ذَلِكَ وَقَعَ بِالْخُلْعِ تَطْلِيقَةٌ بَائِنَةٌ وَلَزِمَهَا الْمَالُ﴾[47]

ترجمہ: "جب ایسا کر لیا تو خلع سے ایک طلاق بائن واقع ہو گی اور عورت پر مال دینا لازم ہو گا۔"

جب شوہر بیوی کے حقوق پورے کرنے سے قاصر ہو اور طلاق بھی نہ دے تو ایسی صورت میں عورت علیحدگی کے لئے عدالت سے رجوع کر سکتی ہے، جیسے صاحب ہدایہ بیان کرتے ہیں:

---

46 دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر، السنن، کتاب الخلع والطلاق، رقم: 4025
Dar-e-Qutani, Abu al-Hasan Ali bin Umar. Al-Sunan, Kitāb ul-Khula wa Ṭalāq, Hadith No. 4025.

47 مرغینانی، علی بن ابی بکر، ہدایۃ، باب الخلع 2: 261
Marghinani, Ali bin Abi Bakr. *Hidaya*, Bāb ul-Khula’, 261:2.

﴿فَإِذَا امْتَنَعَ نَابَ الْقَاضِي مَنَابَهُ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَلَا بُدَّ مِنْ طَلَبِهَا لِأَنَّ التَّفْرِيقَ حَقُّهَا "وَتِلْكَ الْفُرْقَةُ تَطْلِيقَةٌ بَائِنَةٌ﴾ [48]

ترجمہ: ''جب خاوند اس پر آمادہ نہ ہو قاضی خود اس (خاوند) کا قائم مقام ہو کر دونوں میں تفریق کر دے چونکہ یہ بیوی کا حق ہے، لہٰذا اس کا مطالبہ کرنا ضروری ہے اور یہ تفریق و تنسیخ طلاق بائن ہو گی۔''

کونسل کی سفارش:

تفصیلی غور وخوض کے بعد شعبہ ریسرچ کے ریسرچ نوٹ، اراکین کی تحریری اور زبانی آراء کو درست قرار دیتے ہوئے کونسل نے قرار دیا کہ مروجہ خلع درست نہیں، عدالتوں کو خلع اور فسخ نکاح میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے، نیز شعبہ ریسرچ خلع، فسخ، ایلاء، لعان اور ظہار کی تعریفات پر مشتمل ڈرافٹ تیار کرے تاکہ اسے قانون انفساخ نکاح مسلمانان، ۱۹۳۹ میں شامل کیا جائے۔ (فیصلے کے متن کے لیے ملاحظہ ہو جزء سوم، ص ۱۶۱)[49]

تجزیہ:

ڈاکٹر محمد خالد مسعود کے دور میں کونسل میں بیوی کی طرف سے طلاق کے تحریری مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے شوہر کو نوے دن کے اندر طلاق دینے کا پابند کرنے اور مذکورہ مدت گزرنے کے بعد طلاق کے نفاذ اور بعد از طلاق شوہر کے لیے عدم رجوع اور طلاق کی صورت میں مہر اور نان ونفقہ کی عدم واپسی کی سفارش کی۔ کونسل کے اس سلسلے میں دلائل یہ تھے کہ جس طرح شوہر کو طلاق دینے کا حق ہے اس طرح عورت کو طلاق کے مطالبے کا حق ہونا چاہیے نیز اگر کوئی شخص بیوی کے مطالبہ پر طلاق نہ دے تو پھر عورت کیا کرے؟ اس پر کتنی مدت لگے گی اس سلسلے میں کوئی نص نہیں ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں کونسل نے نوے دن کی مدت مقرر کی۔ مولانا شیرانی کے دور میں کونسل نے

---

48 مرغینانی، علی بن ابی بکر ،ہدایۃ، باب العنین، 2: 273
Marghinani, Ali ibn Abi Bakr. *Hidaya*. Bāb ul-Ennin. 273:2.

49 سیکرٹری، سالانہ رپورٹ 15-2014ء، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، لاہور، طابع: نیو یونائیٹڈ پرنٹرز بلیوایریا، اسلام آباد، 2018ء، ص114-108
Secretary, *Annual Report 2014-15*, Islamic Idialogical Council, Govt of Pakistan, Lahore, Tabe: New United Printers Blueria. 2018. 114-108.

مذکورہ سفارش سے اختلاف کرتے ہوئے اس کے مندرجات کو خلاف شریعت قرار دیا۔ کونسل نے اس حوالے سے دلائل دیئے کہ طلاق مطلقاً مرد کا حق ہے اور مذکورہ سفارش میں طلاق کی صورت میں رجوع اور مہر کی واپسی کی صورت نہیں ہے۔ نیز مذکورہ سفارش کے مطابق تفریق شرعی اصولوں کے مطابق نہیں۔

راقم کی رائے میں مذکورہ سفارش ''بیوی کی طرف سے طلاق کے تحریری مطالبہ'' شرعی حوالوں سے محل نظر ہے۔ کیونکہ شرعی لحاظ سے طلاق مرد کا حق ہے اور خلع عورت کا حق۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ[50] اور نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ[51] حقِ طلاق اسے ہے جو پنڈلی پکڑے۔ (یعنی شوہر) خلع کے حوالہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ[52] بیوی پر کوئی حرج (گناہ) نہیں اس میں جو بیوی اسے فدیہ دے۔ اس آیت مبارکہ میں خلع کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے کہ وہ جان چھڑانے کے لیے شوہر کو مال دے گی۔ اس حوالے سے ابن رشد بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

''خلع کا فلسفہ یہ ہے کہ خلع عورت کے اختیار میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ مرد کے اختیار میں طلاق ہے چنانچہ جب عورت کو مرد کی طرف سے کوئی تکلیف ہو تو اس کے اختیار میں خلع ہے۔ اور جب مرد کو عورت کی طرف سے کوئی تکلیف ہو تو شارع نے اسے طلاق کا اختیار دیا ہے۔'' ([53])

لیکن اس سفارش کے حوالے سے یہ بات قابل غور ہے کہ اگر عورت طلاق کا مطالبہ کرے یا خلع کا اور مرد راضی نہ ہو تو یہ معاملہ کتنے دنوں میں طے ہو جانا چاہیے تاکہ عورت کو ریلیف ملے، عدالتوں میں دیکھا گیا ہے کہ خلع کے

---

50 ۔ البقرہ 2:237

Qur’an 2:237

51 ۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید بن ماجہ، السنن، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت، 1428ھ، کتاب الطلاق، رقم 2081

Ibn Mājah, Abū ‘Abdullāh Muḥammad ibn Yazīd ibn-e-Mājah, *Sunan Ibn* Mājah, Dar al-Ihya il-Kutub il-Arabiya, Beirute, 1428 AH, Kitāb ul-Ṭalāq, No. 2081.

52 ۔ البقرہ 2:229

Qur’an 2: 229

53 ابن رشد الحفید، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج 3، ص: 90

Ibn Rušd al-Ḥafīd, Muḥammad Ibn ʾAḥmad. *Bidayat-ul-mujtahid wa Nihayat-ul-Muqtaṣid* Kitāb ul Ṭalāq, Bāb ul Khula,Vol3. 90.

مقدمے کئی کئی سال چلتے رہتے ہیں اور عورت کوفت کا شکار رہتی ہے۔ راقم کی رائے یہ ہے کہ اگر شوہر بیوی کو دستور کے مطابق بسائے بھی نہ اور نہ ہی اسے چھوڑے تو عورت فسخ نکاح کا دعوی دائر کرے اور عدالت معاملات کا جائزہ لے کر فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرے اس ڈگری جاری کرنے کے لیے اگر قانون سازی کر کے کوئی مدت مقرر کرلی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ خلاف شرع ہوگا۔اسی طرح اس سے تاخیر کی وجہ سے عورت کو جو تاخیر ہوتی ہے اس کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔جو قانوناًاور شرعاً دونوں طرح درست ہوگا۔

کونسل نے لاء کمیٹی کے استفسار پر خلع کے حوالے سے رائج الوقت قانون کو شریعت کے مطابق قرار دیا یہ محل نظر ہے کیونکہ رائج الوقت قانون خلع کی شرعی وفقہی تعبیرات سے مماثلت نہیں رکھتا۔ نیز کونسل نے خلع اور فسخ نکاح میں فرق قرار دیتے ہوئے کہا کہ بیوی کے مطالبہ طلاق پر شوہر عدالت کے کہنے پر طلاق دے تو یہ خلع ہے اور اگر شوہر طلاق نہ دے یا عدالت میں حاضر نہ ہو یا غائب ہو جائے اور عدالت یکطرفہ کارروائی کر کے نکاح ختم کرے تو یہ فسخ نکاح ہے۔

خلع کو طلاق یا فسخ نکاح قرار دینے کے حوالے سے فقہاء میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک خلع طلاق ہے اور بعض کے نزدیک خلع فسخ نکاح ہے۔([54]) لٰہذا راقم کے نزدیک خلع اور فسخ نکاح میں فرق کے حوالے سے کونسل کی سفارش مناسب ہے اور فقاء کے اختلاف کی عمدہ تطبیق ہے اور خصوصاً عورت کے علیحدگی کے مطالبے کی صورت میں عورتوں کے لیے سہل اور سہولت کا سبب ہے۔اس میں بہتر صورت یہی ہے کہ اگر شوہر خلع پر راضی نہ ہو تو بیوی فسخ نکاح کا دعوی دائر کرے اور عدالت جائزہ لے کہ واقعی شوہر نہ امساک بمعروف کر رہا ہے اور نہ ہی تصریح باحسان پر عمل پیرا ہے بیوی کو ضرر شدید لاحق ہے تو عدالت فسخ نکاح کی ڈگری جاری کردے۔اس سلسلہ میں عصر حاضر کے علماء میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃاللہ علیہ کی رائے زیاہ مناسب ہے وہ لکھتے ہیں:

طلاق دینا مرد کے اختیار میں ہے لیکن اگر مرد عورت پر تعدی اور ظلم کرتا ہے اور اس کو طلاق نہیں دیتا تو عورت کو حق ہے کہ وہ عدالت سے نکاح فسخ کرالے اور مذہب مالکیہ کے مطابق یہ تفریق نافذ ہو جائے گی' اسی طرح

---

54 ابن قدامہ،ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد (م620ھ)المغنی،ج:7،ص:328
Ibn Qudāmah, al-Maqdīsī Muwaffaq al-Dīn Abū Muḥammad ʿAbd Allāh b. Aḥmad b. Muḥammad. Al-Mughnī, Vol. 7, 328.

اگر خاوند تنگ کرنے کیلیے عورت کو نفقہ دے نہ طلاق دے، تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے، اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند پاگل ہو جائے اور ٹھیک نہ ہو سکے یا کسی اور نا قابل علاج بیماری میں مبتلا ہو جائے اور حقوق زوجیت ادا نہ کر سکے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے، اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند کسی جرم کی وجہ سے لمبی مدت کے لیے سزایاب ہو یا اس کو عمر قید ہو جائے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے، اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور عورت کے گزر بسر کا ذریعہ نہ ہو تو بھی عورت عدالت تحقیق کے بعد فی الفور تفریق کر دے گی۔ اگر عورت اور مرد میں اختلاف ہو اور حکمین کو مقرر کر لیں اور حکمین تفریق کا فیصلہ کر دیں تو تفریق ہو جائے گی۔ یہ تمام صورتیں امام مالک کے نزدیک جائز ہیں اور فقہاء احناف نے تصریح کی ہے کہ ضرورت کے وقت امام مالک کے مذہب پر عمل درست ہے اور یہ بھی تصریح ہے کہ قاضی اپنے اجتہاد سے مذہب غیر کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے اور اس پر عمل صحیح ہے۔[55]

کونسل کے معزز رکن جناب مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری نے عدالتی خلع کی پیچیدگی اور اس کی وجہ سے شرعی و قانونی مسائل پیدا ہونے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کونسل سے استدعا کی، کہ ''عدالتی خلع'' کونسل کے ایجنڈا پر لایا جائے، تاکہ قرآن وسنّت میں اس مسئلے پر غور وخوض کیا جائے۔ مزید برآں کونسل میں کچھ عوامی خطوط بھی موصول ہوئے جن میں کونسل کی توجہ ان مسائل اور قانونی پیچیدگیوں کی طرف دلائی گئی جو عموماً لوگوں کو عدالتی فیصلوں کے نتیجے میں پیش آرہے ہیں۔ نیز ایک شہری عمران حیدر نے ''پاکستان فیملی کورٹ ایکٹ'' کی دفعہ ۱۰(۴)اور س کے ساتھ شامل کئے گئے جملہ شرطیہ پر بھی رائے دینے کی درخواست کی ہے جس میں خلع کا ذکر ہے۔

راقم کی رائے میں مذکورہ اسلامی نظریاتی کونسل کا فیصلہ کہ مروجہ خلع درست نہیں عدالتوں کو خلع اور فسخ میں فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے یہ بالکل درست ہے۔ اور خلع، فسخ نکاح، ایلاء، لعان ظہار کی تعریفات اور شرعی احکام ومسائل پر مشتمل ایک جامع ڈرافٹ تیار کر کے قانون انفساخ نکاح مسلمانان 1939ء میں شامل کیا جانا چاہیے۔ تاکہ عامۃ الناس اور معزز جج صاحبان اور وکلاء ان سے واقف ہوں اور فیصلہ کرنے یا دلائل قائم کرنے میں آسانی ہو۔

---

55 سعیدی، غلام رسول، علامہ، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور، 3/1121-1092
Saeedi, Allama Ghulam Rasool. *Sharh Ṣaḥiḥ Muslim*. Lahore: Fareed Book Stall. 1092-1121/3.

خاوند کی رضامندی کے بغیر عدالت کی طرف سے خلع کی بنیاد پر تنسیخ نکاح کی ڈگری شرعاً معتبر نہیں ہے کیونکہ خلع میں فریقین (میاں بیوی) کی رضامندی شرط ہوتی ہے۔ فقہ اربعہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہ کی امہات الکتب کے سابق میں دی گئی خلع کی مفصل بحث اور حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خلع میاں بیوی کی باہمی رضامندی سے ہو سکتا ہے عدم رضامندی سے خلع نہیں ہوگا۔

اور دوسرے معاملات کی طرح خلع میں بھی ایجاب و قبول رکن قرار دئے گئے ہیں جیسا کہ امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ﴿وامارکنه فهوالايجاب والقبول لانه عقدعلى الطلاق بعوض فلاتقع الفرقة ولايستحق العوض بدون القبول﴾[56] "اور خلع کا رکن ایجاب و قبول ہے کیونکہ یہ معاوضہ کے ساتھ طلاق کا معاملہ ہے۔ لہٰذا بغیر قبول کے علیحدگی واقع نہیں ہوگی۔"

اور فقہاء کرام کی اصطلاح میں کسی عمل کا رکن وہ چیز ہوگی ہے جس کے بغیر اس عمل کا وجود ہی نہیں ہوتا۔ جیسے سجدہ نماز کا رکن ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس طرح خلع میں ایجاب و قبول رکن ہیں ان کے بغیر خلع نہیں ہو سکتا اور خاوند کی رضامندی کے بغیر ایجاب و قبول نہیں پائے جا سکتے۔ لہٰذا جب خاوند خلع پر راضی ہی نہیں تو خلع کا رکن نہ پایا گیا۔ عدم رکن کی صورت میں خلع شرعی نہیں ہوگا۔ راقم کی رائے میں عدالت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ میاں بیوی دونوں کو حکماً حاضر کرے بعدازاں ان کی رضامندی سے فیصلہ کرے۔ اور اگر خاوند کی طرف سے واقعی زیادتی ہو کہ وہ طلاق نہ دے اور بیوی کو آباد نہ کرے اور نہ ہی نان ونفقہ دے تو ایسی صورت میں بیوی خلع کا دعوی نہ کرے بلکہ تنسیخ نکاح کا دعوی کرے اس صورت میں بعداز تحقیق و تفتیش اگر مرد کی طرف سے زیادتی ثابت ہو جاتی ہے تو عدالت یکطرفہ طور پر تنسیخ نکاح کر سکتی ہے۔

خلاصہ بحث:

میاں بیوی نکاح کے بندھن میں بند کر دائمی رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوتے ہیں جس کا قائم رکھنا عقلاً و شرعاً مطلوب

---

56 کاسانی، ابوبکر بن مسعود ،بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1406ھ/1986ء، 145/3

Kasanī, Abu Bakr bin Mas'ud, *Bada'ī al-Ṣana'i Fi Tartib Al-Shara'i*. Beruite: Dar ul-Kutub il-Ilmiyah. 1406 AH /1986 AD, 145/3.

ہے۔البتہ اگر میاں بیوی حدود الہیہ میں اس رشتہ کو قائم نہ رکھ سکیں تو شریعت مطہرہ میں شوہر کو طلاق دینے کا حق ہے۔ جس کے ذریعے وہ نکاح کے بندھن کو ختم کر سکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ [57] اور نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ [58] حقِ طلاق اسے ہے جو پنڈلی پکڑے۔(یعنی شوہر) اسی طرح اگر عورت حدودِ الہیہ کے مطابق رشتۂ ازدواج کو باقی نہ رکھ پائے اور وہ اس سے نکلنا چاہتی ہو شریعت نے اسے خلع کا حق دیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ [59] بیوی پر کوئی حرج (گناہ) نہیں اس میں جو بیوی اسے فدیہ دے۔گویا کہ عقدِ نکاح کو میاں بیوی باہمی رضامندی سے ختم کریں۔جب عورت معاوضہ دے کر اسے ختم کرنے کا مطالبہ کرے تو یہ معاہدہ شرعاً خلع کہلاتا ہے۔آئمہ اربعہ کی آراء کی روشنی میں خلع میاں بیوی کی باہمی رضامندی سے ہوتا ہے شوہر کی عدم رضامندی سے خلع نہیں ہوتا۔شوہر کی رضامندی کے بغیر علیحدگی کے لیے بشرط کہ اس کی جائز وجوہات ہوں عورت کو فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کرنا چاہیے اور عدالت شوہر کو ہر صورت عدالت میں اصالتاً یا وکالتاً طلب کرے۔معاملہ کی عدالتی تحقیقات کے بعد فیصلہ جاری کرے جو کہ شرعاً اور قانوناً درست ہو۔اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش خلع کے حوالے سے بہت مناسب اور عمدہ ہے کہ عدالتوں کو خلع اور فسخ نکاح میں فرق کرنا چاہیے۔البتہ عورت کے دعویٰ دائر کرنے کے بعد فیصلہ کے لیے کسی ایک مدت کا طے ہو جانا بہت بہتر ہے کہ اس مدت کے دوران عدالت فیصلہ کرنے کی پابند ہو گی۔

مذکورہ بالا ابحاث کے لیے درج ذیل سفارشات تجویز کی جاتی ہیں تاکہ خلع، فسخ نکاح کے بارے میں جو پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں ان کا تدارک ہو سکے:

i- فقہ اربعہ "حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کی امہات الکتب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خلع میاں بیوی کی رضامندی سے

---

[57] ۔ البقرہ2:237

Qur'an 2: 237

[58] ۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید (م273ھ)، السنن، کتاب الطلاق، رقم2081

Ibn Mājah, Abū 'Abdullāh Muḥammad ibn Yazīd, Al-*Sunan*, Kitāb ul-Ṭalāq, No 2081.

[59] ۔ البقرہ2:229

Qur'an 2:229

ہوتا ہے۔ عدم رضامندی سے خلع نہیں ہوتا۔ اس لیے چاہیے یہ کہ عورت فسخ نکاح کا دعوی دائر کرے اور عدالت معاملات کا جائزہ لے کر فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرے جو کہ قانوناً و شرعاً دونوں طرح درست ہو۔

ii-خلع کے حوالے سے پاکستان کے عائلی قوانین میں قانون سازی کی جائے کہ عدالت شوہر کی حاضری یقینی بنانے کیلیے وارنٹ گرفتاری کر سکے۔

iii-عورت کے دعوٰی دائر کرنے کے بعد ایک مدت مقرر کر دی جائے جس میں عدالت فیصلہ کرنے کی پابند ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.